اسلامی بینکاری اور جدید مالی مسائل پر اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کے فتاویٰ کا تجزیاتی مطالعہ

الطاف حسین لنگڑیال *

راحیلہ خالد قریشی **

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ (المجمع الفقه الاسلامی)، اسلامی کانفرنس کی تنظیم (OIC) کا ذیلی ادارہ ہے۔ پوری اسلامی دنیا سے علوم اسلامی کے چوٹی کے ماہرین اس کے ممبران ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر متعلقہ علوم مثلاً سائنس، طب، اقتصادیات، فلکیات وغیرہ میں اختصاص کے حامل ماہرین کا تعاون بھی اکیڈمی کو حاصل رہتا ہے۔ پاکستان سے اسلامی بینکنگ اور اقتصادیات کے معروف وممتاز ماہر مولانا تقی عثمانی اس کے ممبر اور نائب رئیس ہیں۔ اکیڈمی نے حالیہ سالوں میں اسلامی بینکنگ اور فنانس سے متعلقہ مسائل پر مسلسل اور کھل کر ابحاث کر کے اجتماعی اجتہاد کو روبہ عمل لاتے ہوئے فتاوی جاری کیے ہیں۔ چنانچہ یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ موجودہ کامیاب اسلامی بینکنگ کی پشت پر بیشتر اسی اکیڈمی کی مساعی جمیلہ کارفرما ہیں۔ زیرنظر مضمون میں عہدِ جدید میں اسلامی بینکاری کے ارتقاء اور استحکام کے حوالے سے اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ کا ایک تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔

ا۔ سودی بینکاری اور اسلامی بینکوں کے ساتھ معاملہ کے حوالہ سے فتاویٰ کا تجزیہ:

عہدِ حاضر میں بینکاری نظام کے بغیر معاشی نظام کا تصور بھی تقریباً ناممکن ہے تاہم سود کے اس کے لازمی جزو ہونے کے نتیجہ میں عالمی اقتصادی نظام اور بالخصوص تیسری دنیا کے ممالک میں اس نظام کے استحکام کی وجہ سے مرتب ہونے والے منفی اثرات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نظام نے قرآن کریم کے حکم سے روگردانی کر کے بڑی بربادی اور تباہی مچائی ہے، جس میں سود کی جزوی اور کلی صورتوں کی واضح ترین حرمت آئی ہے۔ سود سے توبہ کا حکم دیا گیا ہے اور کم یا زائد کسی بھی اضافہ یا کمی کے بغیر صرف اصل رقم قرض واپس لینے پر اکتفاء کی ہدایت دی گئی ہے اور سود خوروں کو اللہ اور اس کے رسول سے سخت جنگ کی دھمکی دی گئی ہے۔ اسلامی بنکاری کا تعارف اور اس سے متعلقہ دیگر مسائل پر اظہار خیال سے پہلے ہی موجودہ بنکاری نظام کی اصل خرابی کی نشاندہی کرتے ہوئے اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے قرار دیا کہ اولاً وہ قرض جس کی مدت پوری ہوگئی ہو اور مقروض ادائیگی سے معذور ہو، اس پر تاخیر کے عوض میں لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ یا انٹرسٹ، اسی طرح قرض پر ابتدائے معاملہ ہی سے لیا جانے والا اضافہ یا انٹرسٹ، دونوں شرعاً سود اور حرام ہیں۔ دوسرے سودی نظام کا متبادل جو اسلام کے پسندیدہ طریقہ کے مطابق مال کو گردش میں رکھے اور اقتصادی سرگرمی میں تعاون کی ضمانت دے، وہ صرف یہ ہے کہ تمام معاملات احکام شریعت کے مطابق انجام دیئے جائیں۔ تیسرے مجمع نے اسلامی ممالک سے پرزور اپیل

---

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پاکستان۔

** ایسوسی ایٹ پروفیسر وچیئرپرسن شعبہ عربی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور، پاکستان۔

کی کہ وہ اسلامی شریعت کے مطابق کام کرنے والے بینکوں کی ہمت افزائی کریں اور ہر اسلامی ملک میں اس کے قیام کو ممکن بنائیں تا کہ مسلمانوں کی ضرورت کی تکمیل ہو اور ان کی زندگی موجودہ صورت حال اور اسلامی عقیدہ کے تقاضوں کے مابین تضاد سے محفوظ ہو جائے۔(۱) یہ ادارہ جہاں OIC کا ماتحت ادارہ ہونے کی وجہ سے تمام عالم اسلام کا نمائندہ ہے وہیں اس میں تمام عالم اسلام کے اہم اور جید ترین علماء اور سکالرز کی نمائندگی موجود ہے، تو اس ادارہ کی طرف سے اسلامی بنکاری کے لیے یہ بنیادی نوعیت کی ہدایات تنفیذ کے حوالے سے بھی نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔

اسلامی ترقیاتی بنک جدہ اسلامی بنکاری کے حوالے سے اولیں اداروں میں شمار ہوتا ہے۔اپنے سفر کے آغاز میں ہی اس بنک نے اسلامی بنکاری میں پیش آنے والے بعض اہم مسائل کے استفتاء کے لیے مجمع الفقہ الاسلامی کو لکھا تو مجمع نے اس اسلامی بنک کے پیش کردہ ان اہم سوالات پر غور وخوض کے بعد درج ذیل امور طے کیے جو اسلامی بنکاری میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں:

(الف) قرض پر سروس چارج کا جواز:

مجمع کے ممبران جو کہ عہدِ حاضر کے ممتاز فقہا و مجتہدین ہیں، نے اجتماعی اجتہاد کو بروئے کار لاتے ہوئے قواعد شریعہ کی روشنی میں طے کیا کہ اسلامی بنک کے لیے قرض پر سروس چارج لینا درست ہے، بشرطیکہ وہ حقیقی اخراجات کے دائرہ میں ہو۔اور حقیقی اخراجات سے زائد کوئی بھی رقم شرعاً سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

(ب) اشیاء واملاک کے کرائے پر دینے کے جواز کی حدود وقیود:

مجمع کے نزدیک اسلامی ترقیاتی بنک کا کسی گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ بنک کوئی سامان اپنی ملکیت میں لینے کے بعد اس گاہک کو کرایہ پر دے گا، یہ شرعاً درست ہے۔اور بنک کا اپنے کسی گاہک کو وکیل بناتا ہے کہ وہ گاہک اپنی ضرورت کے ایسے سامان، آلات وغیرہ جن کے اوصاف اور قیمت متعین کر دیئے گئے ہوں، بنک کے اکاؤنٹ پر خرید لے، تا کہ سامان گاہک کے قبضہ میں آنے کے بعد بنک اسے ہی کرایہ پر دے دے تو یہ صورت بھی شرعاً درست ہے۔تاہم اس سلسلہ میں اگر ممکن ہو تو بہتر ہوگا کہ خریداری کا وکیل مذکورہ گاہک کے علاوہ کسی دوسرے کو بنایا جائے۔اور اسلامی فقہی قاعدہ کے موافق سامان پر حقیقی ملکیت حاصل ہونے کے بعد ہی کرایہ کا معاملہ کیا جائے، اور یہ معاملہ وکالت اور وعدہ سے بالکل علاحدہ مستقل عقد کے طور پر کیا جائے۔اسی طرح بنک کی طرف سے یہ وعدہ کہ کرایہ کی مدت ختم ہونے کے بعد وہ سامان گاہک کو ہدیہ کر دے گا، یہ وعدہ مستقل عقد کے طور پر کرنا جائز ہے۔مزید یہ کہ سامان کے نقصان اور خراب ہونے کی ذمہ داری بنک پر ہوگی کہ وہی سامانوں کا مالک ہے بشرطیکہ کرایہ دار کی جانب سے کوئی زیادتی یا کوتاہی نہ ہوئی ہو، ورنہ ذمہ داری کرایہ دار کی ہوگی۔اسلامی بنک کی یہ ذمہ داری قرار دی گئی کہ اسلامی کمپنیوں میں کیے گئے انشورنس کے اخراجات جب بھی یہ ممکن ہو، بنک

پورے کرے گا۔

(ج) قسط وار قیمت پر ادھار فروختگی کا جواز اور حدود کار:

اول: اسلامی ترقیاتی بینک کا کسی گاہک سے یہ وعدہ کرنا کہ سامان اپنی ملکیت میں لینے کے بعد وہ اس کے ہاتھ اسے فروخت کر دے گا، شرعاً درست قرار دیا گیا۔

دوم: بنک اپنے کسی گاہک کو وکیل بناتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے سامان و آلات وغیرہ جنکے اوصاف اور قیمت متعین کر دیئے گئے ہوں بنک کے اکاؤنٹ پر خرید لے، تاکہ گاہک کے ہاتھ میں سامان آنے کے بعد بنک وہ سامان اس کے ہاتھ فروخت کر دے، تو اس طرح وکیل بنانا شرعاً درست ہے، البتہ اگر ممکن ہو تو بہتر ہوگا کہ خریداری کا وکیل گاہک کے علاوہ کسی اور کو بنایا جائے۔

سوم: فروختگی کا معاملہ سامان پر حقیقی ملکیت اور قبضہ حاصل ہونے کے بعد کیا جائے، نیز اس کے لئے مستقل علاحدہ معاملہ کیا جائے۔

(د) غیر ملکی تجارت کے لئے سرمایہ کی فراہمی: کے حوالے سے اکیڈمی نے قرار دیا کہ ان اعمال پر وہی اصول وضوابط منطبق ہوں گے جو قسط وار قیمت کے ساتھ ادھار فروختگی پر منطبق کئے گئے ہیں۔

(ھ) غیر ملکی بنکوں کے سود کا استعمال:

اسلامی ترقیاتی بنک نے اپنی ان رقوم کے بارے میں سوال کیا جو اس نے ضرورۃً غیر ملکی بنکوں میں جمع کروائی ہیں، ان رقوم پر حاصل ہونے والے انٹرسٹ کا استعمال کیسے کرے؟ کیا کرنسی کی قیمتوں میں کمی کو پورا کرنے کے لیے اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے؟ اس کے جواب میں مجمع نے قرار دیا: ''بنک کے لئے یہ بات ناجائز ہے کہ کرنسی کی قوت خرید میں گراوٹ کے نتائج سے اپنی رقومات کی حقیقی قیمت کی حفاظت جمع رقوم پر حاصل شدہ سود سے کرے، بلکہ ضروری ہے کہ سود کی رقم کو رفاہ عام کے کاموں پر ہی خرچ کرے مثلاً تربیتی وتحقیقی پروگرام، امدادی اشیاء کی فراہمی، رکن ممالک کے لئے مالی امداد اور ٹیکنیکل تعاون، اسی طرح اسلامی علوم کی اشاعت میں مصروف علمی اداروں، مدارس اور معاہد کے لئے تعاون کی فراہمی وغیرہ۔ (۲)

۲۔ بنک ڈپازٹس

بنکوں میں جمع کرائی جانے والی رقوم خواہ وہ کرنٹ اکاؤنٹ میں ہوں یا رہن، اسلامی بنکوں میں ہوں یا سودی بنکوں میں، ان کی حیثیت کیا ہے؟ اس اہم موضوع پر اکیڈمی نے اپنے نویں اجلاس میں غور کیا۔ اور اس موضوع سے متعلق پیش کردہ مقالات کو دیکھنے اور مباحثہ سننے کے بعد یہ طے کیا:

اول: کرنٹ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس خواہ اسلامی بینکوں میں ہوں یا سودی بینکوں میں، فقہی نقطہ نظر سے وہ قرض ہیں، اور بینک کے پاس یہ ڈپوزٹس بطور ضمانت ہیں، اور بوقت طلبی ایسی رقوم کو بنک کے لئے واپس کر دینا شرعاً لازم ہے،

بینک کا مالدار ہونا اس کے قرض دار ہونے کے حکم پر اثرانداز نہیں ہوتا ہے۔

دوم: بینک کے معاملہ کی رو سے بینک ڈپوزٹس کی دو قسمیں ہیں:

الف۔ وہ ڈپوزٹس جن پر سود دیئے جاتے ہیں، جو سودی بینکوں کا طریقہ کار ہے، یہ ڈپوزٹس حرام سودی قرض ہیں، خواہ یہ ڈپوزٹس عندالطلب قابل واپسی ہوں، یا معین وقت تک کے لئے رکھے گئے ہوں یا ایسے ہوں جن کی واپسی کے لئے پہلے سے نوٹس دینا ضروری ہو یا سیونگ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس ہوں۔

ب۔ جو ڈپوزٹس اسلامی شرعی احکام کی عملاً پابندی کرنے والے بینکوں میں رکھے جاتے ہیں، جو نفع کے ایک حصہ پر سرمایہ کارانہ عقد کا طریقہ اپناتے ہیں، یہ ڈپوزٹس عقد مضاربت کے راس المال ہیں اور ان پر مضاربت کے فقہی احکام جاری ہوں گے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ مضارب (بینک) راس المال کا ضامن نہیں ہوگا۔

سوم: (کرنٹ اکاؤنٹ) کے ڈپوزٹس کا ضمان بینک کے حصہ داروں پر ہوگا جن کی حیثیت مقروض کی ہے، جب ان کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے تمام منافع صرف ان حصہ داروں ہی کو ملتے ہوں، کرنٹ اکاؤنٹس کے ضمان میں اکاؤنٹ کے ڈپوزیٹرز شریک نہیں ہوں گے، کیونکہ وہ نہ قرض لینے میں شریک ہیں اور نہ حصول منافع میں۔

چہارم: ڈپوزٹس بطور رہن رکھنا جائز ہے، خواہ کرنٹ اکاؤنٹ کے ڈپوزٹس ہوں یا سرمایہ کارانہ ڈپوزٹس، لیکن ڈپوزٹس کی رقم پر رہن اسی وقت مکمل ہوگا جب کسی ضابطہ کے ذریعہ اکاؤنٹ والے شخص کو مدت رہن کے اندر سامان رہن میں تصرف کرنے کی ممانعت کردی گئی ہو، اگر بینک جس کے پاس کرنٹ اکاؤنٹ ہے، خود ہی مرتہن یعنی رہن لینے والا ہو تو رقم کو سرمایہ کاری اکاؤنٹ میں منتقل کرنا ضروری ہوگا، تاکہ قرض کے مضاربت کی شکل میں منتقل ہو جانے کی وجہ سے ضمان ختم ہو جائے، اور اکاؤنٹ والا (ڈیپازیٹر) ہی اکاؤنٹ کے منافع کا مستحق ہوگا تاکہ مرتہن (قرض دار) کا سامان رہن کے منافع سے مستفید ہونا لازم نہ آئے۔

پنجم: بینک اور گاہک کی باہمی رضامندی سے اکاؤنٹ میں سے کچھ محفوظ کر لینا جائز ہے۔

ششم: باہمی معاملات کی مشروعیت میں اصل امانت اور سچائی ہے، اور ایسی وضاحت جو اشتباہ اور ابہام کو دور کردے اور شرعی نقطہ نظر کے موافق ہو، بنکوں کی نسبت یہ اصول زیادہ مؤکد ہے، اس لئے کہ بنکوں کے سارے کام کا مدار امانت واعتماد اور اس سے متعلق لوگوں کو دھوکہ سے بچانے پر ہے۔ (۳)

۳۔ کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے احکام:

اسلامی تصور زر اور ثمن کاروبار وتجارت کی دنیا میں سب سے کامل ماڈل اور نمونہ کی حیثیت رکھتا ہے تاہم اس میدان میں جدید دور کے معاشی انقلاب طریق کاروبار نے لین دین اور تبادلہ زر کے نت نئے طریقوں کو متعارف کروا دیا ہے، انہی میں کاغذی

نوٹوں اوران قیمتوں میں تبدیلی کے مسائل ہیں۔اس اہم موضوع پر مجمع کے کئی اجلاسوں میں غور کیا گیا۔مثلاً تیسرے اجلاس میں درج ذیل فیصلے کئے گئے: کاغذی نوٹ اعتباری نوٹ ہیں اور مکمل طور پر ثمن کی حیثیت رکھتے ہیں، لہذا اسود، سلم، زکاۃ اور دیگر تمام احکام کے سلسلہ میں سونے چاندی ہی کے سارے شرعی احکام ان پر بھی جاری ہوں گے۔(۴)

اسی طرح کرنسی کی قیمت میں تبدیلی پر پانچویں سمینار میں غور کیا گیا۔چنانچہ اکیڈمی نے قرار دیا کہ: کسی بھی کرنسی کے ذریعہ واجب دیون کی ادائیگی میں مثل کا اعتبار ہوگا، قیمت کا نہیں، کیونکہ دیون کی ادائیگی اپنے مثل سے ہوتی ہے، لہذا ذمہ میں واجب دیون کو خواہ وہ کسی طرح بھی واجب ہوئے ہوں، قیمتوں کے اشاریئے (Price Index) سے مربوط کرنا جائز نہیں ہے۔(۵) اسی طرح آٹھویں اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ

۱۔ عمل کے نظام، ضوابط اور وہ خصوصی قوانین جن کے ذریعہ اجرتوں کی تعیین ہوتی ہے، ان میں جائز ہوگا کہ اجرتوں کو اشاریہ سے مربوط رکھنے کی شرط لگائی جائے، بشرطیکہ اس کی وجہ سے عمومی اقتصادیات کو ضرر نہ پہنچے۔اجرتوں کو اشاریہ سے مربوط کرنے سے مقصود یہ ہے کہ قیمتوں کے معیار میں ہونے والی تبدیلی کے لحاظ سے اجرتوں کے اندر بھی وقفہ وقفہ سے تبدیلی ماہرین و واقف کاران کی رائے کے مطابق کی جاتی ہے، اس تبدیلی کی غرض یہ ہے کہ افراط زر کے نتیجہ میں اجرت کی مقدار کی قوت خرید گرنے سے اور نتیجۃً سامانوں وخدمات کی قیمتوں کے عمومی معیار میں اضافہ ہوجانے سے عاملین (محنت کاروں) کو تحفظ فراہم کیا جائے، اس جواز کی دلیل یہ ہے کہ ''کسی بھی شرط کا لگانا اصل کے اعتبار سے جائز اور درست ہوتا ہے''، صرف ایسی شرط ممنوع قرار پائے گی جس سے کوئی حلال، حرام بنتا ہو یا کوئی حرام شئی حلال قرار پاتی ہو۔اگر اجرت جمع ہوتی چلی جائے اور قرض بن جائے تو اس پر قرض کے وہ احکام جاری ہوں گے جو اس نے اپنے پانچویں اجلاس میں قرار دیے یعنی ان کو قیمتوں کے اشاریے سے مربوط نہیں کیا جائے گا۔(۶)

۲۔ یہ بات درست ہوگی کہ قرض دینے والا اور قرض دار دونوں قرض کی ادائیگی کے دن (پہلے نہیں) اس بات پر اتفاق کرلیں کہ قرض کی ادائیگی قرض کی کرنسی کے بجائے دوسری کرنسی سے کریں گے بشرطیکہ یہ عمل ادائیگی کے دن قرض کی کرنسی کے نرخ سے انجام پائے، اسی طرح کسی معین کرنسی سے قرض بالاقساط کی صورت میں کسی بھی قسط کی ادائیگی کے دن یہ اتفاق جائز ہوگا کہ اس پوری قسط کی ادائیگی دوسری کرنسی کے ذریعہ قرض والی کرنسی کے اسی دن کے نرخ کے مطابق کی جائے گی۔تمام صورتوں میں یہ شرط ضروری ہوگی کہ قرض دار کے ذمہ میں اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے جس پر کرنسی کی تبدیلی کا معاملہ انجام پایا ہے۔

۳۔ جائز ہے کہ عقد کے وقت متعاقدین ادھار قیمت یا ادھار اجرت کی تعیین پر اتفاق کریں کہ وہ ایک کرنسی سے ہوگی جو ایک بار ادا کی جائے گی، متعینہ قسطوں کی شکل میں متعدد کرنسیوں سے یا سونے کی متعین مقدار سے ہوگی، اور یہ کہ ادائیگی حسب اتفاق انجام پائے گی، اسی طرح یہ بھی جائز ہوگا کہ سابق دفعہ میں مذکور طریقہ پر انجام پائے گی۔

۴۔ کسی متعینہ کرنسی کے ذریعہ حاصل ہونے والے قرض کا اندراج مقروض کے ذمہ میں اس کرنسی کے مساوی سونا یا اس کے مساوی دوسری کرنسی سے کرنے پر اتفاق درست نہیں ہوگا یعنی قرضدار اس بات کا پابند ہوجائے کہ قرض کی ادائیگی قرض والی کرنسی کے مساوی سونا یا کسی دوسری طے کی ہوئی کرنسی سے کرے یہ صورت جائز نہیں ہے۔(۷) کرنسیوں کی باہم تجارت کے اہم موضوع پر

مجمع نے قرار دیا کہ

الف: کرنسیوں کی ادھار بیع شرعاً درست نہیں ہے اور اس میں بیع صرف کے لئے دوطرفہ وعدہ (مواعدۃ) جائز نہیں ہے، کتاب وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں یہی حکم طے پاتا ہے۔

ب: ربا اور کرنسیوں کی تجارت اور احکام شریعت سے بیگانہ صرف کے معاملات ان موجودہ اقتصادی بحرانوں اور اقتصادی عدم استحکام اور اونچ نیچ کے اہم اسباب میں سے ہیں جنہوں نے بعض ممالک کی اقتصادیات کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

چنانچہ اکیڈمی نے سفارش کی کہ: ''مالی بازار کی شرعی نگرانی لازماً کی جائے اور انہیں پابند کیا جائے کہ کرنسیوں وغیرہ میں اسلامی شریعت کے احکام کے مطابق اپنی تنظیم کریں، اس لئے کہ یہ احکام ہی اقتصادی مصائب سے تحفظ و امان کی گارنٹی ہیں۔''(۸)

۴۔افراط زر اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی:

افراطِ زر دورِ جدید کی معیشت کا ایسا مسئلہ ہے جو سب سے زیادہ پیچیدہ ہے۔ آئے روز بالخصوص ترقی پزیر ممالک کی کرنسیوں کی قیمتیں کم ہوتی جارہی ہیں۔ اس اہم موضوع پر اکیڈمی نے اپنے بارہویں اجلاس میں غور کیا اور اس سلسلہ میں جدہ، کوالالمپور اور منامہ ہونے والے معاشی اور فقہی سیمینار برائے ''مطالعہ افراط زر کے مسائل'' کے اختتامی اعلان اور اس کی سفارشات اور تجاویز سے واقف ہونے اور اس موضوع پر اپنے ماہرین ممبران اور فقہاء کے مابین ہوئے مناقشہ کو سننے کے بعد درج ذیل فیصلہ کیا گیا:

اول: کاغذی نوٹ اور کرنسی کی قیمت میں تبدیلی کے احکام کے حوالے سے طے شدہ سابقہ فیصلہ پر ہی عمل کیا جائے، جس کے مطابق ''کسی بھی کرنسی سے لازم ہونے والے قرض کی ادائیگی میں اعتبار مثلیت کا ہوگا، قیمت کا نہیں، کیونکہ قرض کی ادائیگی اپنے مثل سے ہی ہوتی ہے، لہٰذا جائز نہیں ہوگا کہ ذمہ میں ثابت قرضوں کو چاہے جیسے ہوں، نرخ کے معیار سے مربوط کیا جائے''۔(۹)

دوم: افراط زر متوقع ہونے کی صورت میں معاملہ کرتے وقت احتیاطاً قرض کا اجراء اس کرنسی کے علاوہ دوسری کرنسی سے کیا جاسکتا ہے، مثلاً قرض کا معاملہ درج ذیل صورت میں طے کیا جائے:

الف۔ سونا یا چاندی کے ذریعہ۔ ب۔کسی مثلی سامان کے ذریعہ۔ ج۔متعدد مثلی سامانوں کے ایک مجموعہ کے ذریعہ۔

د۔کسی دوسری زیادہ مضبوط کرنسی کے ذریعہ۔ ھ۔مختلف کرنسیوں کے مجموعہ کے ذریعہ۔

لیکن یہ ضروری ہوگا کہ سابقہ تمام صورتوں میں قرض کی واپسی اسی شئی سے ہو جس میں قرض دیا گیا ہے، اس لئے کہ مقروض کے ذمہ میں وہی لازم ہوتا ہے جس پر اس نے عملاً قبضہ کیا تھا۔

یہ صورتیں اس ممنوع صورت سے علاحدہ ومختلف ہیں جس میں دونوں معاملہ کرنے والے دین مؤجل کسی کرنسی میں طے کرتے ہیں، اور یہ شرط لگادیتے ہیں کہ قرض کی ادائیگی کسی دوسری کرنسی یا مختلف کرنسیوں کے مجموعہ سے ہوگی، اس صورت کے ممنوع

ہونے کے سلسلہ میں اکیڈمی نے ایک دوسری قرارداد کی صورت میں فیصلہ دیا ہے۔(۱۰)

سوم: شرعاً یہ معاملہ جائز نہیں ہوگا کہ عقد کرتے وقت ادھار قرضوں کو مندرجہ ذیل اشیاء میں سے کسی شی سے مربوط کیا جائے:

الف-حسابی کرنسی سے مربوط کرنا۔ ب-اخراجات معیشت کے اشاریہ یا دوسرے اشاریوں سے مربوط کرنا۔

ج-سونے چاندی سے مربوط کرنا۔ د-کسی متعین سامان کی قیمت سے مربوط کرنا۔ ھ-قومی پیداوار کے اوسط سے مربوط کرنا۔و-کسی دوسری کرنسی سے مربوط کرنا۔ ز-شرح سود سے مربوط کرنا۔ ح-مختلف اشیاء کے مجموعہ کی اوسط قیمت سے مربوط کرنا۔

اس لئے کہ ایسے ربط میں بہت زیادہ غرر اور جہالت فاحشہ ہے، کیونکہ کسی فریق کو یہ نہیں معلوم کہ اسے کیا ملے گا یا اس پر کیا ذمہ آئے گا، جس کے نتیجہ میں عقد کی صحت کے لئے مطلوب شرط یعنی معلوم ہونا فوت ہو جائے گا، اور اگر یہ اشیاء جن سے قرض کو مربوط کیا جائے گا، اوپر کو چڑھیں تو اس سے جو اصلاً ذمہ میں واجب ہے اور جسے ادا کرنا ہے دونوں میں عدم تماثل لازم آجائے گا، اور یہ معاہدہ میں مشروط ہونے کی وجہ سے ربا ہو جائے گا۔

چہارم: اکیڈمی نے اجرتوں اور اجارات کو اشاریہ سے مربوط کرنے کے اپنے سابقہ فیصلہ کی مزید تاکید کرتے ہوئے قرار دیا کہ یہ جائز ہے کہ اعیان کے طویل مدتی اجاروں میں اجرت کی مقدار کی تحدید صرف پہلے مرحلہ کے لئے کی جائے، اور عقد اجارہ میں طے پا جائے کہ آئندہ مرحلوں کے لئے اجرت کسی متعین اشاریہ سے مربوط ہوگی بشرطیکہ ہر مرحلہ کے آغاز کے وقت اجرت کی مقدار معلوم ہو جائے۔

اکیڈمی نے افراط زر کے ظالم دیو سے بچنے کے لیے نہایت ہی اہم اور بنیادی نوعیت کی سفارشات کیں جن پر عمل کر کے ہمارے مالیاتی ادارے، بنک اور ممالک اس کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، ملاحظہ کیجیے:

''۱- چونکہ افراط زر کا سب سے اہم سبب ان کرنسیوں کی کمیت میں اضافہ ہے جنہیں متعدد معروف اسباب کے تحت ملکی کرنسی کا محکمہ جاری کرتا ہے، اس لئے ہم اس محکمہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ افراط زر کے اسباب کے ازالہ کی سنجیدہ کوشش کرے، جس کی وجہ سے معاشرہ کو سخت نقصان پہنچتا ہے، اور افراط زر کے ذریعہ سرمایہ کاری سے گریز کرے، خواہ بجٹ کی کمی کی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہو یا ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے لئے، اور اس کے ساتھ ہی ہم مسلم قوموں کو خرچ اور صرف کے اندر اسلامی اقدار کی مکمل پابندی کرنے کی نصیحت بھی کرتے ہیں، تاکہ ہمارے معاشرے تبذیر و اسراف اور عیاشی کی ان ساری شکلوں سے محفوظ رہیں جو افراط زر کو پیدا کرنے والے عملی نمونے ہیں۔

۲-اسلامی ملکوں کے مابین اور خاص طور پر بیرونی تجارت کے میدان میں اقتصادی تعاون کو بڑھایا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ ان کی اپنی مصنوعات باہر سے ایکسپورٹ شدہ مصنوعات کی جگہ لے لیں، اور صنعتی ملکوں کے مقابلہ میں ان کے کمپٹیشن اور مقابلہ آرائی کے مراکز کو طاقتور بنایا جائے۔

۳- اسلامی بینکوں کی سطح پر ان کے ذخیرہ مال پر افراط زر کے اثرات کا مطالعہ وتحقیق کرایا جائے، اور ان بینکوں، ان میں امانت رکھنے والوں اور ان میں سرمایہ کاری کرنے والوں کو افراط زر سے بچانے کے لئے مناسب وسائل تجویز کئے جائیں، اسی طرح اسلامی مالیاتی اداروں کی سطح پر افراط زر کی صورت حال کو کاؤنٹ کرنے والے حسابی معیارات کی تعیین اور اس کا مطالعہ کیا جائے۔

۴- افراط زر کی صورت میں اسلامی سرمایہ کاری اور مالی تعاون کے وسائل کے استعمال میں توسع کے سلسلے میں تحقیق اور افراط زر کے شرعی حکم پر ممکنہ اثرات کا مطالعہ کیا جائے۔

۵- افراط زر سے بچنے کے ایک طریقہ کے طور پر کرنسی کو سونے سے مربوط کرنے کی صورتوں میں سے کسی صورت کو اختیار کرنے کا کہاں تک فائدہ ہوسکتا ہے، اس کا مطالعہ وجائزہ۔

۶- اس بات کے مدنظر کہ پیداوار کی افزائش اور موجودہ پروڈکٹیوانرجی میں اضافہ ان اہم عوامل میں سے ایک ہے جن کے ذریعہ درمیانی اور لمبی مدت میں افراط زر سے لڑا جاسکتا ہے، لہٰذا مناسب ہے کہ مسلم ملکوں میں پروڈکشن میں اضافہ اور بہتری کی کوشش کی جائے، اور اس کے لئے ایسے لائحہ عمل طے کئے جائیں اور ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ کاری کے معیار کو اوپر اٹھائیں تاکہ مسلسل ترقی روبہ عمل آسکے۔

۷- تمام مسلم ملک اپنے عام بجٹ کو متوازن کرنے کی کوشش کریں، اس کے لئے انہیں اخراجات کو کم کرنا اور انہیں اسلامی دائرہ میں رہ کر منضبط کرنا ہوگا (واضح رہے کہ ان بجٹوں میں تمام عام، ترقیاتی اور مستقل بجٹ بھی شامل ہیں جو اپنی مالی سرمایہ کاری میں عام مالی ذرائع اور وسائل پر بھروسہ کرتے ہیں)۔ اور اگر ان بجٹوں کو سرمایہ فراہم کرنے کی ضرورت ہو تو اس کا شرعی حل یہ ہے کہ اسلامی طریقہ پر سرمایہ فراہم کرنے کے طریقوں یعنی شرکت، بیع اور اجارہ پر عمل کیا جائے، اور سودی قرض سے احتراز واجب ہے، چاہے وہ بینکوں اور مالی اداروں کی جانب سے ہوں یا قرض باؤنڈز جاری کرکے ہوں۔

۸- مالیاتی پالیسیاں اپناتے وقت شرعی ضوابط کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، چاہے ان کا تعلق عام آمدنی میں تبدیلی سے ہو یا عام اخراجات میں تبدیلی سے، اور ایسا اسی وقت ہوسکتا ہے جب مالی منصوبوں کو عدل وانصاف، اور سوسائٹی کے عمومی مفادات اور غرباء کی رعایت اور لوگوں پر اخراجات کا اتنا ہی بار ڈالنے پر، جتنی ان کی مالی قدرت آمدنی اور دولت میں ایک ساتھ ہو، طے کیا جائے۔

۹- مالیاتی اور نقدی پالیسیوں کے لئے شرعی طور پر تمام جائز وسائل استعمال کئے جائیں، نیز مطمئن کرنے کے وسائل اور دیگر اقتصادی اور انتظامی وسائل کا استعمال کیا جائے تاکہ افراط زر کا اوسط ممکنہ حد تک کم کیا جاسکے۔

۱۰-ایسی ضروری ضمانتیں فراہم کی جائیں کہ نقدی امور کے انتظام میں سنٹرل بینک کا فیصلہ آزادانہ ہو اور وہ نقدی استحکام اور افراط زر کے مقابلہ کے مقصد کو پورا کرنے کا پابند ہو، نیز سنٹرل بینک اور اقتصادی و مالیاتی اداروں کے درمیان مسلسل ہم آہنگی ملحوظ رکھا جائے، تاکہ اقتصادی ترقی، اقتصادی ونقدی استحکام اور بے کاری کا خاتمہ جیسے مقاصد پورے ہوسکیں۔

۱۱-عام اداروں اور پروجیکٹوں سے اگر مطلوبہ اقتصادی فوائد حاصل نہ ہورہے ہوں تو ان کا مطالعہ وتجزیہ کیا جائے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ انہیں پرائیوٹ سیکٹر میں تبدیل کردیا جائے اور اسلامی طریقہ کے مطابق انہیں بازار کے اتار چڑھاؤ کے عوامل کا پابند کیا جائے، اس سے یہ ہوگا کہ پیداواری صلاحیت بہتر ہوگی اور بجٹ کا مالی بوجھ کم ہوگا، جس سے افراط زر میں کمی آئے گی۔

۱۲-مسلمان عوام اور مسلم حکومتیں شریعت اسلامی کو اپنانے اور اس کے اقتصادی، تربیتی، اخلاقی اور اجتماعی اصولوں اور تعلیمات کی پیروی کا التزام کرنے کریں۔''(۱۱)

۵۔کریڈٹ کارڈ کی شرعی حیثیت

آج پیپر لیس Paper less money کا دور ہے۔ بلکہ کریڈٹ کارڈ کا دور ہے۔ کریڈٹ کارڈ ایک دستاویز ہوتا ہے جس کو جاری کرنے والا ادارہ کسی حقیقی یا اعتباری شخص کے لئے باہمی عقد کی بنیاد پر جاری کرتا ہے، اس کارڈ کے ذریعہ ایسی جگہوں سے جہاں اس کارڈ کو قبول کیا جاتا ہو، فوری قیمت کی ادائیگی کے بغیر سامان یا خدمات کی خریداری ممکن ہوتی ہے، کیونکہ کارڈ میں یہ ضمانت ہوتی ہے کہ اسے جاری کرنے والا ادارہ قیمت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہے، بعض کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن کے ذریعہ بنکوں سے روپیہ بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ کریڈٹ کارڈز کئی طرح کے ہوتے ہیں:

☆ کچھ تو ایسے ہوتے ہیں جن میں قیمت کی ادائیگی یا وصولی کارڈ ہولڈر کے بنک اکاؤنٹ سے ہوتی ہے، خود کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے اکاؤنٹ سے نہیں ہوتی ہے، اس طرح ایسے کارڈز پر قیمت ادا شدہ ہوتی ہے۔ اس کو Debet Card بھی کہتے ہیں۔

☆ کچھ ایسے ہوتے ہیں جن میں قیمت کی ادائیگی کارڈ جاری کرنے والے ادارہ کے اکاؤنٹ سے ہوتی ہے، پھر وہ مقررہ میعادی اوقات میں کارڈ ہولڈر سے وصول کرلیتا ہے۔

☆ کچھ کارڈ ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ مجموعی رقم جو تاریخ مطالبہ سے مقررہ مدت کے اندر ادا نہ کی گئی ہو اس پر سود لازم آتا ہے، اور کچھ کارڈز میں ان پر سود نہیں ہوتا ہے۔

☆ بیشتر اقسام کے کارڈز میں کارڈ ہولڈر پر ایک سالانہ فیس لازم ہوتی ہے، بعض اقسام کے کارڈز پر جاری کرنے والے ادارہ کی جانب سے سالانہ فیس نہیں ہوتی ہے۔

چنانچہ مختلف کریڈیٹ کارڈز کی شرعی حیثیت اوران کے احکام پر اکیڈمی نے اپنے دسویں اور بارھویں اجلاسوں میں جو قرار دادیں پاس کیں ان کا خلاصہ یوں ہے:

اول: ایسا غیر اداشدہ کریڈٹ کارڈ ایشو کرنا اوراس سے کام لینا جائز نہیں ہے جس میں کسی سودی اضافہ کی قید مشروط ہو، خواہ کارڈ ہولڈر اس بات کا عزم رکھتا ہو کہ مفت رعایت وگنجائش کی مدت کے دوران ہی وہ قیمت ادا کردے گا۔

دوم: ایسا غیر اداشدہ کریڈٹ کارڈ ایشو کرنا درست ہے، جس میں اصل دین پر کسی سودی اضافہ کی شرط نہ ہو۔

اس بنیاد پر یہ قرار دیا کہ:

الف: بینک اپنے ایجنٹ سے اس کارڈ کے ایشو یا تجدید کے وقت مقررہ فیس لے سکتا ہے، جس کی حیثیت بینک کی طرف سے پیش کردہ خدمت کی مقدار پر بالفعل اجرت کی ہوگی۔

ب: کارڈ ایشو کرنے والا بینک تاجر سے ان چیزوں پر جو ایجنٹ تاجر سے خریدے گا، کمیشن لے سکتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ تاجر کی بیع کارڈ کے ذریعہ اسی نرخ پر ہو جس نرخ پر وہ نقد بیع کرتا ہے۔

سوم: کارڈ رکھنے والا اگر بینک سے پیسہ نکالتا ہے تو وہ بطور قرض ہوگا، اور اگر اس میں کوئی سودی اضافہ نہ ہو تو اس میں کوئی شرعی حرج نہیں ہے، اور اس خدمت کے عوض لی جانے والی وہ فیسیں سودی اضافہ میں شمار نہیں ہوں گی جو قرض کی مقدار یا اس کی مدت سے وابستہ نہیں ہوتی ہیں، بالفعل خدمات پر کوئی اضافہ حرام ہوگا، کیونکہ وہ شرعاً حرام سود میں آجائے گا۔

چہارم: غیر اداشدہ کریڈٹ کارڈ سے سونا چاندی اور نقد کرنسی خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱۲)

علاوہ ازیں مجمع نے مندرجہ ذیل سفارشات بھی پیش کیں:

الف۔ جائز اور ناجائز معاملات سے متعلق شرعی پہلو اور تعلق رکھنے والے اقتصادی اصطلاحات کی از سرنو اس طرح تشریح کی جائے کہ ان کی حقیقت واضح ہو جائے۔ جو شرعی اصطلاح موجود ہو اس کو دوسری اصطلاح پر ترجیح دی جائے، اس انداز سے کہ اس کے لفظ ومعانی بالکل راسخ ہو جائیں، خصوصاً وہ اصطلاحات جن کے شرعی حکمی نتائج مرتب ہوتے ہیں، تاکہ اقتصادی اصطلاحات کی ماہیت اور فقہی اصطلاحات کے ساتھ ان کی ہم آہنگی واضح ہو، اور امت کے سرمایہ علم اور شرعی مفاہیم سے اصطلاحات نکالی جائیں۔

ب۔ اسلامی ممالک کے متعلقہ اداروں سے درخواست کی جائے کہ وہ بنکوں کی جانب سے سودی کریڈٹ کارڈ کے جاری کرنے پر پابندی لگادیں، تاکہ امت اسلامیہ حرام سود سے بچ سکے اور ملک کی معیشت اور لوگوں کے مال کی حفاظت ہو۔

ج۔ ایسا شرعی مالی اور اقتصادی ادارہ قائم کیا جائے جس کی ذمہ داری ہو کہ وہ افراد کو بینکوں کے استحصال سے محفوظ رکھے، شرعی حدود کے دائرہ میں ان کے حقوق کی حفاظت کرے، ملکی اقتصادیات کی حفاظت کے لئے مالی سیاست پر نظر رکھے اور سخت ضوابط طے کرے جن کی رو سے وہ سماج اور افراد کو بنکوں کے استحصال سے محفوظ رکھے، تاکہ اس سے برے نتائج سے تحفظ حاصل ہو۔(۱۳)

6۔لیٹر آف کریڈٹ (L.C):

عہدِ حاضر کے تجارتی مسائل میں سے ایک اور اہم مسئلہ امپورٹ ایکسپورٹ کے سلسلہ میں کسی بنک کو درمیان میں لا کر .L.C یعنی ضمانتی قسم کا اکاؤنٹ کھلوانے کا ہے، اس پر اکیڈمی کے دوسرے اجلاس میں تفصیلی بحث ومباحثہ ہوا، ماہرین کی تحقیقات اور مناقشات کے بعد درج ذیل نکات سامنے آئے:

۱۔ لیٹر آف کریڈٹ کی تمام صورتوں میں ایل سی کھلواتے وقت یا تو زرِ ثمن جمع کیا گیا ہوگا یا نہیں کیا گیا ہوگا، اگر جمع نہیں کیا گیا ہوگا تو اس کی حقیقت یہ ہوگی کہ ایل سی کھلوانے والے پر حال یا مستقبل میں جو ذمہ داری آنے والی ہے اس میں ضامن (بینک) بھی اپنی ذمہ داری شامل کرلیتا ہے، اور اسی صورت کا نام فقہ اسلامی میں ضمان یا کفالت ہے ،اور اگر زرِ ثمن جمع کیا گیا ہو تو ایل سی کھلوانے والے شخص اور ایل سی کھولنے والے (بینک) کے درمیان تعلق کو وکالت کہا جائے گا، اور وکالت اجرت کے ساتھ بھی درست ہے اور بغیر اجرت کے بھی، نیز بینک کا ایل سی کھلوانے والے (مکفولہ) کا ضامن بن جانا بھی درست ہے۔

۲۔ کفالت ایسا عقد تبرع ہے جس کا مقصد امداد واحسان ہوتا ہے، فقہاء نے کفالت پر عوض لینے کو ناجائز قرار دیا ہے، کیونکہ ایسی صورت میں کفیل کا ضمان کی رقم ادا کرنا اس قرض کے مشابہ ہوگا جس سے قرض دینے والے کو نفع حاصل ہو، اور یہ شرعاً ممنوع ہے۔ مندرجہ بالا امور کے پیش نظر اکیڈمی نے طے کیا کہ:

اول: لیٹر آف کریڈٹ جاری کرنے کی صورت میں عمل ضمانت کے بدلے اجرت لینا جائز نہیں ہے (جس میں عام طور پر ضمانت کی رقم اور اس کی ادائیگی کی مدت کو مدنظر رکھا جاتا ہے) خواہ اس کا زرِ ثمن جمع کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

دوم: ایل سی کی دونوں قسموں کے اجراء میں ہونے والے دفتری اخراجات کا مطالبہ شرعاً درست ہے، بشرطیکہ مطلوبہ اخراجات مروجہ مناسب اجرت (اجر مثل) سے زائد نہ ہوں، اور اگر پورا زرِ ثمن یا اس کا کچھ حصہ ادا کر دیا گیا ہو تو ایل سی کے اجراء میں ہونے والے مصارف کی تعیین میں ان اخراجات کو بھی ملحوظ رکھنا درست ہے جو اس زرِ ثمن کی ادائیگی کے سلسلہ میں حقیقتاً برداشت کرنے پڑتے ہیں۔(۱۴)

7۔مضاربہ سرٹیفکٹس اور سرمایہ کاری سرٹیفکٹس:

کاروبار کی جائز شکلیں اختیار کرنا اور معیشت کو سود، قمار، غرر، ظلم وزیادتی، استحصال اور فریب کاری سے پاک کر کے انسانیت کی فلاح کا ضامن بنانا اور نتیجۃً اللہ کی رضا جوئی کا عمل عہدِ حاضر کا دقّت محنت طلب مسئلہ اور جوئے شیر لانے کے مترادف معاملہ ہے۔ اس سلسلہ میں اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نہایت جانفشانی اور دقتِ نظر کا ثبوت دیا ہے۔ چنانچہ مجمع نے اپنے چوتھے اجلاس میں اس موضوع پر غور کیا، تاہم اس سے قبل اس نے اپنے تیسرے اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے اسلامک ڈیویلپمنٹ بینک کے تحت قائم المعہد الاسلامی للبحوث والتدریب کے تعاون سے ایک سمینار منعقد کیا تھا، جس میں اکیڈمی کے متعدد ممبران، ماہرین، نیز المعہد اور دیگر علمی اور اقتصادی اداروں کے اسکالرز نے شرکت کی تھی، کیونکہ یہ موضوع انتہائی اہم تھا، اور اس کے مختلف پہلوؤں کے کلی احاطہ کی ضرورت تھی، اس لئے کہ سرمایہ اور محنت دونوں کے اشتراک کے ذریعہ عمومی منافع (آمدنی) کے اضافہ میں اس کا رول اہم ہے۔ سمینار کے آخر میں طے پانے والی دس سفارشات کا جائزہ لینے اور سمینار میں پیش کردہ مقالات کی روشنی میں ان پر بحث ومباحثہ کے بعد درج ذیل امور طے کئے گئے:

۱۔مضاربہ سرٹیفکٹس بانڈز دراصل سرمایہ کاری کی وہ دستاویز ہے جو مضاربت کے راس المال کی مختلف حصوں میں تقسیم پر مبنی ہوتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ یکساں قیمت کی اکائیوں کی بنیاد پر مضاربت کے راس المال کی مالکانہ دستاویزات جاری کی جائیں جو حاملین دستاویز کے نام رجسٹرڈ ہوں، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حاملین میں سے ہر ایک اپنی ملکیت کے تناسب سے مضاربت کے راس المال اور اس کی بدلی ہوئی مختلف صورتوں کے اندر مشترک حصص کے مالک ہوں گے۔ اس دستاویز سرمایہ کاری کو مضاربہ سرٹیفکٹس کہنا بہتر ہوگا۔

2۔مضاربہ سرٹیفکٹس کی عمومی طور پر شرعی نقطہ نظر سے قابل قبول صورت وہی ہوگی جس میں درج ذیل عناصر پائے جائیں:

(۱)۔ یہ دستاویز اس پروجیکٹ میں مشترک حصے کی ملکیت کی نمائندگی کرے گی جس کے قائم کرنے یا جس میں سرمایہ فراہمی کے لئے یہ سرٹیفکٹس جاری کئے گئے ہیں اور یہ ملکیت پروجیکٹ کی پوری مدت میں شروع سے آخر تک برقرار رہے گی۔ اور اسی کو وہ تمام حقوق اور تصرفات حاصل ہوں گے جو شریعت نے ایک مالک کو اپنی املاک کے اندر دیا ہے، مثلاً: بیع، ہبہ، رہن اور میراث وغیرہ، اسی کے ساتھ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ یہ دستاویزات مضاربت کے راس المال کی نمائندگی کریں گی۔

(۲)۔ مضاربہ سرٹیفکٹس میں عقد کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اعلامیہ اجراء میں عقد کی شرائط متعین کی جاتی ہیں، اور ان سرٹیفکٹس میں نام لکھوانا ایجاب کہلائے گا، اور جاری کرنے والے ادارہ کی جانب سے منظوری قبول کہلائے گی۔

اس میں ضروری ہوگا کہ اعلامیہ اجراء میں عقد مضاربہ کی شرعاً تمام مطلوبہ تفصیلات بیان کردی گئی ہوں جیسے راس المال کی مقدار، نفع کی تقسیم اور دیگروہ شرائط جواس اجراء کے لئے خاص ہوں، بشرطیکہ یہ تمام شرائط شرعی احکام کے مطابق ہوں۔

(۳)۔ مضاربہ سرٹیفکٹس نام لکھوانے کی مقررہ مدت ختم ہوجانے کے بعد بھی قابل خرید وفروخت ہوں، یعنی اجراء سرٹیفکٹس کے وقت ہی سے مضارب کی طرف سے اس کی اجازت متصور ہو، البتہ اس میں درج ذیل ضوابط کی رعایت کی جائے گی:

الف-سرٹیفکٹس کے لئے نام لکھوانے کے بعداور مال میں کام شروع کرنے سے قبل اگر جمع شدہ مال مضاربت نقد کی شکل میں ہی موجود ہوتو مضاربہ سرٹیفکٹس کی خرید وفروخت نقد کا نقد سے تبادلہ قرار پائے گا اور اس پر بیع صرف کے احکام نافذ ہوں گے۔ب-اگر مضاربت کا مال دین کی شکل میں ہوتو مضاربہ سرٹیفکٹس کی خرید وفروخت پر دین کی بیع وشراء کے احکام جاری ہوں گے۔

ج-اگر مضاربت کا مال نقود، دین، سامان اور منافع کا مخلوط ہوتو اس صورت میں مضاربہ سرٹیفکٹس کی خرید وفروخت باہمی رضامندی سے طے شدہ قیمت پر جائز ہوگی، بشرطیکہ اس مال میں غالب حصہ سامان اور منافع کا ہو، لیکن اگر نقود اور دین غالب ہوں تو ان کی خرید وفروخت میں ان شرعی احکام کی رعایت لازمی ہوگی۔(یہ احکام ایک تشریحی نوٹ کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں جو اور اس نوٹ کو اکیڈمی کے آئندہ سیمینار میں پیش کیا جائے گا۔)

تمام حالات میں اصولی طور پر خرید وفروخت کی رجسٹریشن لازمی ہوگی۔

(۴)۔ سرمایہ کاری اور پروجیکٹ شروع کرنے کے لئے جاری کردہ سرٹیفکیٹس کے اموال جو شخص حاصل کرے گا وہ مضارب کہلائے گا، اور پروجیکٹ کی ملکیت میں اس کا حصہ نہیں ہوگا، اگر وہ کچھ سرٹیفکٹس بھی خریدتا ہے تو ان حصوں کی حد تک وہ بھی بحیثیت رب المال پروجکٹ کی ملکیت میں شریک ہوگا، البتہ نفع ہونے کی صورت میں اپنے لئے اعلامیۂ اجراء میں مقررہ شرح کے تناسب سے مضارب نفع میں شریک ہوگا، اور بحیثیت رب المال اپنے حصہ کے بقدر نفع کا بھی حق دار ہوگا۔سرٹیفکٹس سے حاصل ہونے والے اموال اور پروجکٹ کے سامانوں پر مضارب کا قبضہ، قبضہ امانت ہوگا لہذا جب تک ضمان کا کوئی شرعی سبب نہ پایا جائے مضارب پر ضمان نہیں ہوگا۔

۳-خرید وفروخت کے ساتھ ضوابط کی رعایت کرتے ہوئے مضاربہ سرٹیفکٹس کو اسٹاک ایکسچینج کے اندر بھی شرعی ضوابط کے ساتھ رسد وطلب کے حالات اور فریقین کی رضامندی کے مطابق فروخت کرنا جائز ہوگا، اسی طرح یہ بھی جائز ہوگا کہ سرٹیفکٹس جاری کرنے والا ادارہ خود ہی کسی مقررہ مدت کے اندر عام اعلان یا عام ایجاب کر کے مقررہ نرخ پر مال

مضاربت کے نفع سے ان سرٹیفکٹس کو واپس خرید لے، لیکن بہتر ہوگا کہ نرخ کی تعیین میں ماہرین سے مدد لی جائے، نیز بازار کے حالات اور پروجیکٹ کے مالی سنٹر کو مدنظر رکھا جائے، اسی طرح کوئی دوسرا ادارہ بھی عام اعلان کر کے مذکورہ طریقہ پر اپنے خاص مال سے ان سرٹیفکٹس کو خرید سکتا ہے۔

۴- اعلامیہ اجراء یا مضاربہ سرٹیفکٹس میں کوئی ایسی شرط بیان کرنا جائز نہیں ہوگا جس کی رو سے مضارب راس المال کی یا کسی مقررہ مقدار نفع کی یا راس المال کے کسی مقررہ فیصد نفع کی ضمانت لے، اگر ایسی کوئی شرط صراحتاً یا ضمناً لگائی گئی ہو تو ضمانت کی شرط باطل ہو جائے گی اور مضارب مضاربت کے مثلی نفع کا مستحق ہوگا۔

۵- اعلامیۂ اجراء یا اس کی بنیاد پر جاری شدہ مضاربہ سرٹیفکٹس میں ایسی کوئی شرط لگانا جائز نہیں ہوگا جس کی رو سے اس سرٹیفکٹس کو آئندہ کسی خاص صورت میں یا کسی مقررہ وقت میں فروخت کرنا لازم ہو، البتہ سرٹیفکٹس کو فروخت کرنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، اور ایسی صورت میں فروختگی مستقل عقد کے ذریعہ ماہرین کے طے کردہ قیمت پر اور فریقین کی باہمی رضامندی سے ہی ہوگی۔

۶- اعلامیہ یا اس کی بناء پر جاری شدہ سرٹیفکٹس میں کوئی ایسی شرط جائز نہیں ہوگی جس کی رو سے نفع میں شرکت ہی ختم ہو جاتی ہو، اگر ایسی شرط ہوگی تو عقد باطل ہو جائے گا۔ اس اصول کی بنیاد پر درج ذیل نتائج نکلیں گے:

الف- اعلامیۂ اجراء یا اس کی بنیاد پر جاری مضاربہ سرٹیفکٹس میں سرٹیفکٹس ہولڈرز، پروجیکٹ مالک کے لئے کوئی معین رقم طے کرنا جائز نہیں ہوگا۔

ب- تقسیم کا محل صرف وہ نفع ہے جو شرعاً نفع کہلائے، شرعی نفع وہ ہے جو اصل راس المال سے زائد ہو، لہذا ہر آمدنی، یا پیداوار نفع نہیں کہلائے گا، اور نفع کی مقدار معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو (کاروبار کے تمام اثاثے فروخت کر کے) نقد کر لئے جائیں، یا پروجکٹ کے تمام اثاثوں کی قیمت لگا کر حساب کیا جائے، اور جو مال اصل سرمایہ سے زائد نکلے وہ نفع کہلائے گا جسے شرائط عقد کے مطابق سرٹیفکٹس ہولڈرز اور مضارب کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔

ج- پروجیکٹ کے تمام نفع اور نقصان کا حساب تیار کیا جائے اور اس کا عام اعلان کیا جائے اور وہ تمام سرٹیفکٹس ہولڈرز کے تصرف میں ہو۔

۷- نفع کا استحقاق نفع ظاہر ہونے سے ہوتا ہے، اور نقد ہو جانے یا حساب کر لینے کے بعد اس پر ملکیت ہوتی ہے، اور تقسیم کے بعد وہ لازم ہوتا ہے، جس پروجیکٹ میں کچھ کچھ پیداوار یا آمدنی ہوتی رہتی ہے، اس آمدنی کو تقسیم کرنا جائز ہے اور نقد ہونے یا حساب کرنے سے پہلے جو آمدنی تقسیم ہوگی وہ علی الحساب ادا شدہ سمجھی جائے گی۔

۸- اعلامیہ اجراء میں یہ صراحت شرعاً ممنوع نہیں ہوگی کہ دورانیہ کے اختتام پر سرٹیفکٹس ہولڈر کے نقد ہو چکے

منافع میں سے یا علی الحساب تقسیم شدہ آمدنی میں سے ایک معین حصہ راس المال کو پیش آنے والے نقصانات کی تلافی کے لئے بطور احتیاط محفوظ کرلیا جائے گا۔

۹- اعلامیۂ اجراء یا مضاربہ سرٹیفکٹس میں یہ صراحت بھی شرعاً ممنوع نہیں ہوگی کہ کوئی تیسرا شخص جو عقد کے فریقین سے شخصیت اور مالی ذمہ میں بالکل علیحدہ ہو، یہ وعدہ کرے کہ کسی مخصوص پروجیکٹ میں ہونے والے نقصان کی تلافی کے لئے وہ بلا معاوضہ ایک مخصوص رقم بطور تبرع دے گا، اور یہ وعدہ عقد مضاربت سے بالکل الگ ایک مستقل التزام ہو، یعنی اس وعدہ کا ایفاء عقد کے نفاذ اور عقد سے فریقین پر مرتب ہونے والے احکام میں شرط کی حیثیت نہ رکھتا ہو، لہذا سرٹیفکٹس ہولڈرز یا مضارب میں سے کسی کے لئے یہ درست نہیں ہوگا کہ وہ اس بنیاد پر عقد مضاربت کو باطل قرار دیں، یا عقد کی وجہ سے اپنے اوپر عائد ہونے والے التزامات کی ادائیگی سے انکار کریں کہ تبرع کا وعدہ عقد مضاربت کے اندر شامل تھا اور متبرع نے اس کی پابندی نہیں کی ہے۔ (۱۵)

8۔ مالیاتی اداروں میں مشترک مضاربہ:

اسی طرح مالیاتی اداروں مس مشترکہ مضاربہ کے موضوع پر اکیڈمی کے تیرہویں اجلاس منعقدہ کویت میں غور کیا گیا اور درج ذیل فیصلے کئے:

اول: الف- مشترک مضاربت وہ مضاربت ہے جس میں چند سرمایہ کار افراد (ایک ساتھ یا یکے بعد دیگرے) ایک طبیعی یا معنوی شخص کے پاس آتے ہیں تا کہ اس کے ساتھ اپنے اموال کی سرمایہ کاری کا معاملہ کریں، اس شخص کو عموماً یہ اختیار ہوتا ہے کہ اپنی حسب صوابدید جہاں مفید سمجھے سرمایہ کاری کرے، اور بسا اوقات سرمایہ کاری کے لئے کسی ایک متعین صورت کی تعیین کردی جاتی ہے، اس شخص کے لئے صراحتاً یا ضمناً یہ بھی اجازت ہوتی ہے کہ وہ سرمایہ کاروں کے اموال کو ایک دوسرے میں ملا دے یا اپنے مال سے ملا دے، اور کبھی کبھی اس کی جانب سے یہ اتفاق ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت بعض مقررہ شرائط کے ساتھ وہ ان افراد کے اموال مکمل یا ان کا کچھ حصہ نکال بھی سکتا ہے۔

ب- سرمایہ فراہم کرنے والے تمام افراد مجموعی طور پر ''ارباب الأموال'' کی حیثیت رکھتے ہیں، اور (اگر مضارب نے اپنا مال بھی ان کے مال کے ساتھ ملا دیا ہو تو) ان کے باہمی تعلق کی حیثیت شرکت کی ہوگی، اور ان افراد کے اموال کی سرمایہ کاری کا ذمہ دار شخص مضارب قرار پائے گا، خواہ یہ شخص طبیعی (عام انسان) ہو یا معنوی شخص جیسے بنک اور مالی ادارہ وغیرہ، اس شخص اور ان افراد کے درمیان تعلق کی نوعیت مضاربت کی ہوگی، اس لئے کہ سرمایہ کاری کے لئے فیصلوں، انتظامات اور تنظیم کا نفاذ اسی شخص کے سر ہوتا ہے، اگر یہ مضارب کسی تیسرے فریق کو سرمایہ کاری کے لئے مال فراہم کردے تو یہ اس مضارب اول اور تیسرے فریق کے درمیان دوسری مضاربت ہوجائے گی، ارباب اموال اور تیسرے فریق کے

درمیان بچولیہ (وساطت) کی نہیں ہوگی۔

ج- یہ مشترک مضاربت فقہاء کے اس فیصلہ پر مبنی ہے کہ ارباب اموال کئی ہو سکتے ہیں، اور ان کے ساتھ راس المال میں مضارب کا شریک ہونا بھی جائز ہے، اور اس صورت کی وجہ سے یہ معاملہ جائز مضاربت سے باہر نہیں ہو جاتا ہے، بشرطیکہ مضاربت کے لئے طے شدہ شرعی ضوابط کی پابندی کی جائے، ساتھ ہی اموال میں شرکت کے تقاضوں کی رعایت بھی ضروری ہوگی تاکہ معاملہ شرعی مقتضی کے دائرہ سے نکل نہ جائے۔

دوم: مشترک مضاربت کے ساتھ عمومی طور پر مخصوص معاملات درج ذیل ہیں:

الف- مشترک مضاربت میں اموال کا اختلاط:

ارباب اموال کے مال کو ایک دوسرے میں ملا دینا یا مضارب کے مال سے ملا دینا ممنوع نہیں ہے، اس لئے کہ یہ ان کی صراحتاً یا ضمناً رضامندی سے انجام پاتا ہے، اور اگر معنوی شخص مضاربت اور سرمایہ کاری کی تنظیم کا عمل انجام دے رہا ہو تو اس میں کسی کو کوئی ضرر پہنچنے کا اندیشہ بھی نہیں ہے، کیونکہ راس المال میں ہر صاحب مال کا تناسب متعین ہے، اور اس اختلاط کی وجہ سے مالی قوت میں اضافہ ہو کر سرگرمی میں وسعت آئے گی اور نفع میں اضافہ ہوگا۔

ب- مقررہ وقت کے ساتھ مضاربت کی تحدید:

اصل یہ ہے کہ مضاربت عقد غیر لازم ہے، اور دونوں میں سے ہر فریق کو حق ہے کہ وہ عقد کو فسخ کر دے، البتہ دو صورتیں ایسی ہیں جن میں معاملہ فسخ کرنے کا حق باقی نہیں رہتا، ایک یہ کہ مضارب کام شروع کر دے تو مضاربت اس وقت تک کے لئے لازمی ہو جاتی ہے جب تک کہ سامان حقیقتاً یا حکماً نقد نہ ہو جائے، دوسری صورت یہ ہے کہ جب رب المال یا مضارب طے کر لے کہ ایک مقررہ مدت کے درمیان فسخ نہیں کیا جائے گا تو اس فیصلہ کی پابندی ہونی چاہئے، کیونکہ اس مدت کے درمیان خلل اندازی سے سرمایہ کاری کے سفر میں رکاوٹ پیدا ہوگی۔

فریقین کے باہمی اتفاق سے مضاربت کو کسی معینہ وقت کے ساتھ محدود کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے، بایں طور کہ وہ مدت گذرتے ہی مضاربت ختم ہو جائے گی، کسی فریق کی جانب سے فسخ کے مطالبہ کی ضرورت نہیں ہوگی، اس تحدید وقت کا اثر صرف اس بات پر ہوگا کہ مقررہ وقت کے بعد کوئی نیا معاملہ نہیں کیا جا سکے گا، لیکن پہلے سے جاری معاملات کے تصفیہ پر اس کا اثر نہیں ہوگا۔

ج- مشترک مضاربت میں نفع کی تقسیم کے لئے نمبر کا طریقہ اختیار کرنا:

اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہے کہ نفع کی تقسیم کے وقت نمبر کا طریقہ (نمبر ڈالنے کا ایک مخصوص طریقہ) اختیار کیا جائے جس میں ہر سرمایہ کار کے کل مال کی مقدار اور سرمایہ کاری میں اس مال کے رہنے کی مدت کی رعایت کے ساتھ تقسیم

ہوتی ہے، اس لئے کہ نفع کے حصول میں تمام سرمایہ کاروں کے اموال اپنی اپنی مقدار اور مدت استعمال کے لحاظ سے موثر رہے ہیں، تو رقم کی مقدار اور مدت استعمال کی رعایت کے ساتھ متناسب حصہ نفع کا استحقاق سب سے زیادہ عادلانہ طریقہ تقسیم نفع ہے، اس لئے کہ سرمایہ کاروں کا مشترک مضاربت میں شامل ہونا ضمناً اس بات پر اتفاق ہے کہ جو نفع ان کو نہیں پہنچ سکے گا اس سے وہ بری کرتے ہیں، اسی طرح شرکت کا تقاضہ یہ ہے کہ شریک اپنے دوسرے شریک کے مال کے نفع سے استفادہ کرے، اور اس طریقہ کی وجہ سے نفع میں شرکت ختم نہیں ہوتی ہے اور حاصل نفع میں سے متناسب حصہ پر رضامندی شامل ہوتی ہے۔

د- ارباب اموال کے حقوق کی حفاظت کیلئے رضا کارانہ کمیٹی کی تشکیل:

چونکہ سرمایہ کار (ارباب اموال) کے کچھ حقوق مضارب پر ہوتے ہیں جو ان شرائط کی شکل میں ہوتے ہیں جن کا مضارب کی جانب سے اعلان کیا جاتا ہے اور جن پر مشترک مضاربت میں داخل ہوتے وقت سرمایہ کار اتفاق کرتے ہیں، تو اس میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے کہ ان میں سے ہی ایک رضا کار کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان حقوق کی حفاظت کرے اور مضاربت کی متفقہ شرائط کے نفاذ کی نگرانی کرے، لیکن اس کے سرمایہ کارانہ فیصلوں میں دخل نہ دے، الا یہ کہ صرف بطور مشورہ ہو جو مضارب کے لئے غیر لازمی ہو۔

ھ- سرمایہ کاری کا امین:

سرمایہ کاری کے امین سے مراد ہر وہ بنک یا مالیاتی ادارہ ہے جو اپنی تنظیم، تجربہ اور مالی حیثیت میں اعلی درجہ پر ہو اور اس کے سپرد اموال اور وہ دستاویزات کئے جائیں جو موجود اشیاء کی نمائندگی کرتی ہیں، تاکہ وہ امین ان اموال و دستاویزات کا امانت دار بنے اور مضارب ان میں کوئی ایسا تصرف نہ کرے جو مضاربت کی شرائط کے خلاف ہو، ایسا کرنے میں شرعاً کوئی رکاوٹ نہیں ہے، بشرطیکہ مضاربت کے نظام میں اس کی صراحت ہو، تاکہ شرکاء کو آگاہی رہے، اور بشرطیکہ سرمایہ کاری کا امین فیصلوں میں دخل نہ دے، بلکہ صرف مال کی حفاظت اور سرمایہ کاری کے شرعی وفنی قیود کی رعایت کئے جانے تک اپنے عمل کو محدود رکھے۔

و- مضاربت کے نفع کا معیار اور مضارب کے لئے تشجیعات مقرر کرنا:

اس میں شرعاً کوئی مانع نہیں ہے کہ نفع کا متوقع معیار مقرر کر دیا جائے اور اس بات کی صراحت کر دی جائے کہ اگر نفع اس شرح سے زیادہ ہو جائے گا تو اضافی نفع کے ایک حصہ کا مضارب مستحق ہوگا، اور اس سے پہلے ہر دو فریق کے نفع کا تناسب متعین کیا جا چکا ہو خواہ جو بھی نفع کی مقدار ہو۔

ز- معنوی شخص (مالیاتی ادارہ یا بنک) کی جانب سے انتظام مضاربت کی صورت میں مضارب کی تعیین:

اگر مضاربت کے انتظامات کسی معنوی شخص کی جانب سے ہو جیسے بنک اور مالیاتی ادارے تو یہ معنوی شخص ہی

مضارب ہوگا، قطع نظر اس سے کہ مجلس عمومی، مجلس انتظامی یا مجلس تنفیذی کے اندر کسی قسم کی تبدیلی ہوتی رہے، مضارب کے ساتھ ارباب اموال کے تعلق پر کوئی اثر نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اس نظام سے متفق ہو جس کا اعلان کیا گیا ہے اور جو مشترک مضاربت میں داخل ہونے کے لئے قبول کیا گیا ہے، اسی طرح مضاربت پر اس وقت بھی کوئی اثر نہیں ہوگا جب مضاربت کا نظم چلانے والے معنوی شخص کے ساتھ دوسرا معنوی شخص بھی مل گیا ہو، البتہ اگر شخص معنوی کی کوئی شاخ مستقل وآزاد ہو جائے اور اس کی علاحدہ معنوی شخصیت ہو جائے تو ارباب اموال کو مضاربت سے نکل جانے کا حق ہوگا، خواہ مضاربت کی مدت ختم نہ ہوئی ہو۔

چونکہ معنوی شخص مضاربت کے کام اپنے اسٹاف اور کارکنان کے ذریعہ سے انجام دیتا ہے تو وہ خود ان کارکنان کے اخراجات کا بار اٹھائے گا، اسی طرح مضارب تمام بلاواسطہ اخراجات برداشت کرے گا، کیونکہ یہ اخراجات اس کے اپنے حصہ نفع سے پورے کئے جائیں گے، اور مضاربت پر صرف وہی اخراجات آئیں گے جو براہ راست مضاربت ہی کے ساتھ مخصوص ہوں، اسی طرح ان کاموں کے اخراجات بھی مضاربت پر آئیں گے جن کی انجام دہی مضارب کی ذمہ داری نہیں ہے، مثلاً ان لوگوں کے اخراجات جن سے مضارب اپنے ادارتی ذمہ داری کے دائرہ سے باہر تعاون حاصل کرے۔

ح-مضاربت میں ضمان اور مضارب کا ضمان:

مضارب امانت دار ہے، اور جو خسارہ یا ضیاع ہو اس کا وہ ضامن نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ وہ کوئی زیادتی کر جائے، یا کوتاہی کا ارتکاب کرے، بشمول شرعی شرائط کی مخالفت یا ان مقررہ قیود سرمایہ کاری کی مخالفت جن کی بنیاد پر مضاربت میں داخلہ عمل میں آیا ہے، اس حکم میں انفرادی مضاربت اور مشترک مضاربت برابر ہیں، اور اس کو مشترک اجارہ پر قیاس کرنے یا اس میں شرط والتزام لگانے کے دعوی سے حکم نہیں بدلے گا، نیز تیسرے فریق کو ضامن بنانے میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔(۱۶)

۹-بیع سلم اور اس کی جدید شکلیں:

کاشتکاروں اور چھوٹے بڑے پیداواری یونٹس کو اپنی پروڈکشن کے لیے بینکوں سے مدد لینا پڑتی ہے، عام بینک صرف سود پر قرضے فراہم کرتے ہیں جبکہ اسلامی مالیاتی اداروں اور بنکوں میں عقد سلم اس کا بہترین حلال متبادل ہے۔ موجودہ دور میں عقد سلم اسلامی اقتصادیات اور اسلامی بینکوں کی سرگرمیوں میں ایک اچھا اور نفع بخش طریقہ ہے، کیونکہ اس کے اندر لچک اور نرمی ہے، اور وہ مالیات کی مختلف ضروریات کی تکمیل کرتا ہے، خواہ طویل مدتی مالی فراہمی ہو یا وسط مدتی یا قلیل مدتی، نیز مختلف اور متعدد پیشہ ور لوگوں مثلاً کاشتکار، صنعت کار، ٹھیکہ دار اور تاجرین وغیرہ کی ضروریات اور اسی طرح روزمرہ اخراجات کے لئے مالی فراہمی کی تکمیل کرتا ہے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے فقہ اسلامی کی روشنی میں عقد سلم کے بنیادی اصول یوں

قرار دیے ہیں۔

الف۔ وہ سامان جن میں عقد سلم جاری ہوسکتا ہے شامل ہے ہر اس سامان کو جس کی بیع جائز ہو اور جس کی صفتوں کو متعین کرنا ممکن ہو اور جو دین فی الذمہ بن سکتے ہوں، چاہے وہ سامان خام مال ہو یا زراعتی یا صنعتی پیداوار ہو۔

ب۔ عقد سلم میں وقت ادائیگی کا معین کرنا ضروری ہے، چاہے کوئی معینہ تاریخ ہو یا کوئی ایسا امر ہو جس کا وجود میں آنا یقینی ہو۔ اگر میعاد کسی خاص امر کے وجود کو قرار دیا گیا ہو اور اس امر کے وجود میں تھوڑا بہت وقت کا ایسا فرق پڑ سکتا ہو جس سے باہمی جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو، جیسے کٹائی کا موسم وغیرہ تو ایسا وقت مقرر کرنا بھی جائز ہوگا۔

ج۔ مجلس عقد ہی میں راس المال (قیمت) پر پیشگی قبضہ ہو جانا چاہئے، البتہ دو یا تین دنوں کی تاخیر بھی خواہ بغیر شرط کے ہو، درست ہے، لیکن تاخیر کی مدت سلم کے مقررہ وقت کے مساوی یا اس سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔

د۔ شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی خریدار بیع سلم کی صورت میں بائع سے کوئی شئ رہن لے لے یا کسی کو ضامن مقرر کرائے۔

ھ۔ خریدار کے لئے جائز ہے کہ وقت ادائیگی آ جانے کے بعد خریدی ہوئی شئ کو اسی جنس کے ساتھ یا دوسری جنس کی کسی شئ کے ساتھ تبادلہ کرے، لیکن یہ تبادلہ نقد کے ساتھ نہیں ہوسکتا، اس جواز کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کے تبادلہ کی ممانعت میں نہ کوئی نص ثابت ہے نہ اجماع، واضح رہے کہ اوپر لکھی ہوئی صورت اسی وقت جائز ہوگی جبکہ بدلہ میں لی ہوئی شئ ایسی ہو جسے سلم میں دی گئی قیمت کے مقابلہ میں مبیع (مسلم فیہ) بنایا جاسکتا ہو۔

و۔ اگر بائع مسلم الیہ مقرر وقت پر مسلم فیہ (بیچا ہوا سامان) کی حوالگی سے قاصر ہو تو خریدار کو اختیار ہوگا کہ یا تو مسلم فیہ کے پائے جانے تک انتظار کرے یا عقد کو فسخ کر کے راس المال واپس لے لے، اگر بائع اپنی مفلسی کے باعث سامان حوالہ کرنے سے عاجز ہے تو اسے سہولت حاصل ہونے تک مہلت دی جانی چاہئے۔

ز۔ مسلم فیہ کی حوالگی میں تاخیر پر کسی مالی اضافہ کی شرط لگانا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ معاملہ دین کا ہے اور دیون کے اندر تاخیر کی صورت میں زیادتی کی شرط درست نہیں ہوتی ہے۔

ح۔ دین کو بیع سلم میں راس المال بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ وہ دین کی بیع دین سے ہو جاتی ہے۔

بیع سلم کے ان بنیادی اصولوں کو بیان کرنے کے بعد اکیڈمی نے عقد سلم کی موجودہ اہم شکلوں اور ان کی شرعی حیثیت پر یوں قرار دیا:

ا۔ مختلف زراعتی کاموں کی مالی فراہمی کے لئے عقد سلم کیا جاسکتا ہے، اسلامی بینک ایسے کاشتکاروں کے ساتھ معاملہ کرے جن سے یہ توقع ہو کہ وہ فصل کی کٹائی کے موقع پر اپنی پیداوار میں سے اور اگر اپنی فصل نہ ہوسکی تو دوسروں

سے خرید کر سامان حوالہ کرسکیں گے، اس طرح بینک ایسے کاشتکاروں کو ایک اچھا نفع فراہم کرسکتا ہے اور پیداوار کے حصول کی راہ میں ہونے والی دشواریوں کو ان سے دور کرسکتا ہے۔

۲۔ زراعتی اور صنعتی سرگرمیوں کی فائنانسنگ خصوصاً رواج پذیر سامانوں کی پیداوار اور برآمدگی کے ابتدائی مراحل کی فائنانسنگ کے لئے بھی عقد سلم کیا جاسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہوگی کہ ایسے سامانوں کو پیشگی (بطور سلم) خرید لیا جائے اور پھر مناسب قیمت پر ان کی مارکٹنگ کی جائے۔

۳۔ عقد سلم کے ذریعہ اہل پیشہ، چھوٹے کاشتکاروں اور صنعت کاروں کے لئے مالی فراہمی کی یہ شکل بھی ممکن ہے کہ پیداوار کے ضروری آلات و مشین اور خام اشیاء انہیں بطور راس المال دیئے جائیں، اور ان کے عوض ان کی پیداوار کا ایک حصہ حاصل کر کے دوبارہ بازار میں فروخت کر دیا جائے۔ (۱۷)

۱۰۔ مکانات کی تعمیر اور خریداری کے لئے ہاؤس فائنانسنگ:

ہاؤس بلڈنگ فائنانسنگ عہدِ حاضر کے اہم ترین مالیاتی مسائل میں سے ہے۔ یہ جہاں بنکوں کے اہم ذرائع آمدنی میں سے ہے وہیں سود سے بچ کر خالصۃً اسلامی حدود کے اندر رہ کر اس سے استفادہ کرنے کے خواہاں کنزیومرز کا بھی اہم مسئلہ ہے۔

اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ نے اپنے چھٹے اجلاس میں مذکورہ معاملے پر قرار دیا کہ رہائش انسان کی بنیادی ضروریات میں سے ہے، اسے جائز طریقوں سے مال حلال کے ذریعہ حاصل کرنا چاہئے، بنک اور دیگر مالیاتی ادارے کم یا زائد شرح سود پر قرض کے جو طریقے اپناتے ہیں وہ سودی طریقہ ہونے کی وجہ سے شرعاً حرام ہیں۔

پھر مجمع نے ایسے جائز طریقوں، جن کے ذریعہ حرام طریقہ سے بچتے ہوئے بطور ملکیت مکان فراہم کئے جاسکتے ہیں، اور جو محض کرایہ پر مکان کو فراہم کرنے کے علاوہ ہیں، کی سفارش کی جو درج ذیل ہیں۔

(الف) ملکیت مکان کے خواہش مندوں کو حکومت کی جانب سے مکان کی تعمیر کے لئے مخصوص قرضے فراہم کئے جائیں جو کسی سود کے بغیر مناسب قسطوں میں حکومت وصول کرلے، سود نہ تو واضح صورت میں لیا جائے اور نہ ''سروس چارج'' کے پردہ میں، البتہ قرض کی فراہمی اور اس کی وصولیابی وغیرہ انتظامی امور کے لئے واقعی اخراجات درکار ہوں تو صرف حقیقی اخراجات پر اکتفاء کیا جائے۔

(ب) استطاعت رکھنے والے ممالک مکانات کی تعمیر کرائیں اور ذاتی مکان حاصل کرنے کے خواہش مندوں کو مجمع کی طرف سے ادھار اور قسطوں کے حوالے سے فیصلوں کے شرعی ضوابط کے مطابق ادھار اور قسطوں پر فروخت کریں۔ (۱۸)

(ج) سرمایہ کاری کرنے والے افراد یا کمپنیاں مکانات تعمیر کرا کر ادھار فروخت کریں۔

(د) عقد استصناع کے ذریعہ مکانات کا مالک بنایا جائے، اور عقد استصناع عقد لازم مانا جائے، اس صورت میں تعمیر سے قبل ہی مکان کی خریداری مکمل ہو جائے گی بشرطیکہ اس مکان کے تمام جزوی اوصاف اس باریک بینی کے ساتھ طے کر دیئے جائیں کہ باعث نزاع جہالت باقی نہ رہے گی، اور پیشگی تمام قیمت کی ادائیگی بھی ضروری نہیں ہوگی بلکہ باہم طے شدہ قسطوں پر اسے مؤخر کرنا درست ہوگا، البتہ یہ ضروری ہوگا کہ جو فقہاء عقد استصناع کو عقد سلم سے علاحدہ تسلیم کرتے ہیں ان کی طرف سے عقد استصناع کے لئے مقرر کئے گئے شرائط واحوال کی رعایت رکھی جائے۔

مجمع نے مزید غور کر کے دیگر جائز طریقوں کو تلاش کرنے کی بھی سفارش کی تا کہ خواہشمندوں کو مکانات کا مالک بنایا جاسکے۔(۱۹)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ حکم التعامل المصرفی بالفوائد، وحکم التعامل بالمصارف الاسلامیۃ، قرارداد نمبر:۱۰(۲/۱۰)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی المنبثق من منظمۃ المؤتمر الاسلامی، الطبعۃ الرابعۃ (لقرارات الدورات 2۔14) ۱۴۲۳ھ۔۲۰۰۳م ص:۶۱۔۶۲

۲۔ استفسارات البنک الاسلامی للتنمیۃ، قرارداد نمبر:۱۳(۳/۱)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۶۹۔۷۱

۳۔ اودائع المصرفیۃ، قرارداد نمبر:۸۶(۹/۳)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۲۹۰۔۲۹۲

۴۔ احکام النقود الورقیۃ وتغیّر قیمۃ العملۃ، قرارداد نمبر:۲۱(۳/۹)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۸۲

۵۔ تغیّر قیمۃ العملۃ، قرارداد نمبر:۴۲(۴/۵)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۱۵۸۔۱۵۹

۶۔ ایضاً

۷۔ قضایا العملۃ، قرارداد نمبر:۵۷(۸/۶)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۲۵۷۔۲۶۰

۸۔ الاتجار فی العملات، قرارداد نمبر:۱۰۲(۱۱/۵)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۳۵۲۔۳۵۳

۹۔ تغیّر قیمۃ العملۃ، قرارداد نمبر:۴۲(۴/۵)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۱۵۸۔۱۵۹

۱۰۔ قضایا العملۃ، قرارداد نمبر:۵۷(۸/۶)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۲۵۷۔۲۶۰

۱۱۔ التضخم وتغیّر قیمۃ العملۃ، قرارداد نمبر:۱۱۵(۱۲/۹)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۳۹۱۔۳۹۷

۱۲۔ بطاقات الائتمان غیر المغطاۃ، قرارداد نمبر:۱۰۸(۱۲/۲)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۳۶۸۔۳۷۰

۱۳۔ بطاقۃ الائتمان، قرارداد نمبر:۹۶(۱۰/۴)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۳۳۱۔۳۳۲

۱۴۔ خطاب الضمان، قرارداد نمبر:۱۲(۲/۱۲)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۶۵۔۶۶

۱۵۔ سندات المقارضۃ وسندات الاستثمار، قرارداد نمبر:۳۰(۴/۵)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۱۱۹۔۱۲۶

۱۶۔ القراض أو المضاربۃ المشترکۃ فی المؤسسات المالیۃ، قرارداد نمبر:۱۲۳(۱۳/۵)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۴۱۲۔۴۱۷
سندات المقارضۃ وسندات الاستثمار، قرارداد نمبر:۳۰(۴/۵)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۱۱۹۔۱۲۶

۱۷۔ السلم وتطبیقاتہ المعاصرۃ، قرارداد نمبر:۸۵(۹/۲)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۲۸۶۔۲۸۹

۱۸۔ البیع بالتقسیط، قرارداد نمبر:۵۱(۶/۲)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۱۷۸۔۱۸۰

۱۹۔ التمویل العقاری للبناء المساکن وشرائھا، قرارداد نمبر:۵۰(۶/۱)، قرارات توصیات مجمع الفقہ الاسلامی، ص:۱۷۵۔۱۷۷